حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ
سابق سینیٹر و سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

کیا تمام عالم اسلام ایک طاغوتی نظام سے وابستہ ہے؟

التزام جماعت کے اطلاق میں لغزش پر عالمانہ تعاقب

ع شکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس

مولانا گوہر الرحمان سابق ایم این اے ایک جانی پہچانی علمی شخصیت ہیں پاکستان کی ایک اہم منظم جماعت سے انسلاک نے انہیں سیاسی مسائل اور حالات پر بھی نظر رکھنے کا موقعہ عطا کیا مجھے ان کی تقریر سننے کا تو بارہا اتفاق ہوا لیکن ان کی تحریر پڑھنے کا موقعہ بہت کم ملا۔ ابھی ماہنامہ فاران کراچی جلد ۲ شمارہ ۸ بابت جون ۱۹۹۵ء میں ان کا ایک مضمون " التزام جماعت " کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا مقصد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد علیکم بالجماعۃ والسمع والطاعۃ (رواہ الترمذی) کی تشریح اکابرین امت کی تحقیق کی روشنی میں کرنی بتلائی گئی ہے۔ جس کا داعیہ ماہنامہ اشراق بابت مارچ ۱۹۹۵ء کے ایک اقتباس سے پیدا شدہ الجھن کا ازالہ یا غلط تشریح کی تصحیح ہے۔

" کہ شریعت کی رو سے تو کفر بواح کی مرتکب حکومت بھی اس وقت تک الجماعۃ کی تعریف میں آتی ہے جب تک عامۃ الناس کا اعتماد اسے حاصل ہو، اور مسلمان رعایا اس پر مجتمع ہو اس کی اطاعت سے علیحدگی اور تخلف ممنوع ہے۔"

مولانا نے اپنے مضمون کے آٹھ جلی عنوانات اور پھر ان کے کچھ ذیلی عنوانات قائم کرکے اس الجھن یا غلط فہمی کے ازالہ کی پوری کوشش کی۔ میں اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا کہ ماہنامہ اشراق کے مضمون نگار اور ان کے ہم نواؤں کی الجھن رفع ہوئی یا نہیں اور مولانا اپنے مقصد میں کس حد تک کامیاب ہوئے اور یہ کہ انہوں نے مولانا کی پیشگی معذرت

ع بیا کہ من سپر انداختم اگر جنگ است

قبول کرلی ہے یا نہیں۔ لیکن مولانا کے مضمون کے خلاصہ سے جو سنگین سیاسی اور غیر واقعی الجھن پیدا ہوگئی ہے اس کی وضاحت کا مطالبہ اہل اسلام کا حق ہے۔ مولانا نے مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر اصل

بحث سے پہلے آٹھ جلی عنوانات کے علاوہ دوسرے ذیلی عنوانات بھی قائم کیے ہیں جن میں اقامت دین کی تفصیل، اسلامی حکومت کی تعریف، فرائض منصبی، اس کی اطاعت کے حدود اسی مناسبت سے طاغوتی حکومت کی تعریف اور ایک مسلمان کی اس سے رواداری، وفاداری اور بغاوت کے حدود بیان کیے ہیں تاہم اصل مقصودی عنوان صرف دو[۲] ہیں ۳ اور ۱۳ نمبر تین کا عنوان ہے "امت مسلمہ کی نمائندہ حکومت کا مقصد اقامت دین ہے" اس کے بعد مولانا نے اقامت دین کی تعریف میں دو دلائل دیئے ہیں۔

پہلی دلیل قرآن کریم کی آیت سورۃ الحج۔

الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔

ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر قوت واقتدار دیں ہم ان کو زمین میں تو وہ قائم کریں گے نماز زکوٰۃ دیں گے بھلائی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے الخ

دوسری دلیل: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ نے جو خلافت کی تعریف اور اس کے فرائض منصبی بیان کیے ہیں۔

ھی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجھاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطاءھم من الفیٔ والقیام بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنھی عن المنکر نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ازالۃ الخفاء

ترجمہ: خلافت وہ عمومی ریاست ہے جو اقامت دین کے لیے عملاً متوجہ رہتی ہو اور دین کو قائم رکھنے کے لیے (۱) دینی علوم کی اشاعت اور احیاء کا فرض انجام دیتی ہو (۲) ارکان اسلام نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کو قائم رکھتی ہو (۳) جہاد اور اس سے متعلقہ امور کے لیے کربستہ اور تیار رہتی ہو مثلاً فوجوں کو منظم رکھنا ان کو تنخواہیں دینا اور مال فیٔ میں سے ان کی اعانت کرنا (۴) عدالتی نظام قائم رکھتی ہو (۵) شرعی سزائیں قائم کرتی ہو۔ (۶) مظالم کا خاتمہ کرتی ہو (۷) نیکی کا حکم دیتی ہو (۸) برائی سے روکتی ہو اور یہ سارے فرائض وہ ریاست نبی علیہ السلام کی نیابت کے طور پر انجام دیتی ہو . . . . .

شاہ صاحب رحمہ آگے فرماتے ہیں کہ مذکورہ سارے فرائض اصل میں فرائض نبوت ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے بڑے احسن اور اکمل طریقے سے انجام دیئے تھے لیکن آپ کے انتقال کے بعد بھی اقامت دین مذکورہ تفصیل کے ساتھ واجب ہے اور اقامت دین موقوف ہے ایسے شخص کے تقرر پر جو اس کام کا اہتمام اور انتظام کرے بس یہی شخص خلیفہ اور امیر ہوتا ہے ۔ ازالۃ الخفاء ۔

اس کے بعد مولانا نے سورۃ نور کی آیت ۵۵ جس کو آیت خلافت کہا جاتا ہے اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ خلافت یعنی اسلامی حکومت اللہ کی نعمت ہے جس کے ذریعہ دین اسلام کو تمکن اور مضبوطی حاصل ہوتی ہے ۔ امن وامان قائم ہوتا ہے اور اندرونی و بیرونی دشمنوں کے حملوں کا خوف و خطرہ باقی نہیں رہتا اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس خلافت کے نظام میں لوگ اللہ ہی کی بندگی کرتے ہیں اور مشرکانہ نظام ختم ہوجاتا ہے ۔ یہی خلافت اور اسلامی حکومت الجماعۃ ہے جو اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کی اطاعت و وفاداری اور جس کا التزام دین کا حکم ہے جس سے الگ ہونا جاہلیت ہے اور اسلام کا قلادہ گردن سے اتارنا ہے ۔ اقامت دین کی تعریف کے بعد ۔

عنوان ۴ ہے الجماعۃ سے مراد وہ حکومت ہے جو اقامت دین کا فرض انجام دیتی ہو مذکورہ عنوانات کے تحت جو بحث کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے ۔

کہ امت مسلمہ کا مقصد وجود بھی اقامت دین ہے اور اس امت کی معتمد و منتخب حکومت کا مقصد وجود بھی اقامت دین ہے اس بحث سے یہ بات بھی از خود ۔ ایک منطقی نتیجے کے طور پر سامنے آگئی ہے کہ الجماعۃ سے مراد مطلقاً کوئی حکومت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ حکومت ہے جو اقامت دین کا فرض انجام دیتی ہو اور التزام جماعت کا صحیح مفہوم اور اس کی معیاری اور اصل مطلوب شرعی شکل اسلامی حکومت کی اطاعت کرنا ہے لیکن اگر اسلامی حکومت موجود ہی نہ ہو تو پھر اس کے لیے منظم اور اجتماعی جدوجہد کرنا ایک دینی فریضہ ہے اور جو جماعتیں اسلامی حکومت برائے اقامت دین کے لیے دین و شریعت اور سنت رسول و سنت اصحاب رسول ؐ کے اصول و ہدایت کے مطابق کام کر رہی ہوں ان میں سے جس پر زیادہ اعتماد ہو اس میں شمولیت اختیار کرنا اور اس کے نظام کا التزام کرنا اور اس کے نظم کا التزام کرنا جدوجہد برائے غلبۂ دین و اقامت دین کا لازمی تقاضا ہے ، مولانا نے اپنے اس طویل مضمون کا خلاصہ آخر میں یہ دیا ہے ۔

آج پورے عالم اسلام اور ہمارے ملک پاکستان میں بھی الجماعۃ یعنی اقامت دین کا فرض انجام دینے والی اسلامی حکومت موجود نہیں بلکہ ایسی حکومتیں قائم ہیں جو عملاً لادین سیاست کے اصول پر کام کر رہی ہیں تو کیا اس نظام کو بدلنے اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا امت مسلمہ پر فرض

ہے یا نہیں اگر فرض نہیں ہے تو پھر طاغوت سے انکار نہی عن المنکر اور جہاد سے متعلق آیات کا مفہوم کیا ہے اور اگر فرض ہے اور یقیناً فرض ہے ....

تو ایک اجتماعی نظام کو مٹانے اور اس کی جگہ اسلام کا اجتماعی نظام لانے کے لیے اجتماعی جدوجہد کا نظام قائم کرنا ضروری ہے الخ مولانا کے اس خلاصہ سے کہ آج پورے عالم اسلام...... میں بھی الجماعۃ یعنی اقامت دین کا فرض انجام دینے والی اسلامی حکومت موجود نہیں رگویا سب طاغوتی نظام ہیں ان کے مٹانے کے لیے اجتماعی جدوجہد کرنا فرض ہے ـــــ مولانا جیسے جہاں دیدہ شخصیت سے اس قسم کے غیر محتاط الفاظ کی توقع ہرگز نہیں تھی۔ اگر مذکورہ تحریر کی نسبت مولانا کی طرف نہ ہوتی تو آسانی سے کہا جاسکتا کہ یہ کسی سازش کا نتیجہ ہے ـــــ مولانا نے پورے عالم اسلام کی طرف طاغوتی نظام کی نسبت کر کے اسلام اور عالم اسلام کی کوئی خدمت نہیں کی سارے عالم اسلام میں دنیا بھر کے ایک ارب مسلمان آبادی کے روحانی ایمانی سیاسی مرکز حجاز مقدس بھی شامل ہے جو مولانا کے بیان کردہ اقامت دین کے حدود اربعہ کے مطابق فریضہ انجام دے رہا ہے جس کی تفصیل آگے عرض کر رہا ہوں، ان الفاظ سے جہاں ایک جانب اسلامی دنیا کی دل آزادی اور حوصلہ شکنی ہوئی۔

دوسری جانب بجا طور پر ضادید کفر بڑے طاغوتی طاقتوں کی حوصلہ افزائی اور دل جمعی ہوئی مولانا سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ روس جیسی جابر قوت کو دور مار میزائیل اور جدید ایٹمی اسلحہ تحفظ فراہم نہ کر سکے جس کا متبادل امریکہ کو نیو ورلڈ آرڈر مرتب کرنا پڑا جس کا حاصل یہ ہے کہ اسلامی دنیا میں اصلاح کے نام پر آپس میں بے اعتمادی اختلافات، لڑائی اور جھگڑے پیدا کیے جائیں جس کی مار امریکہ، فرانس، برطانیہ کے سریع الحرکت فوج سے زیادہ تباہ کن موثر اور کارگر ہوگی۔ مولانا نے اقامت دین کی تفصیل میں سورۃ حج کی آیت کریمہ۔ الذین ان مکنا ھم فی الارض الخ میں مسلمان حکمرانوں کے چار نکاتی پروگرام نماز، زکوٰۃ نیکی کا حکم۔ اور برائی سے روکنے کا فریضہ بتایا ہے، اس کے بعد امام انقلاب شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی خلافت کی تعریف۔ ازالۃ الخفاء کی عبارت نقل کی ہے۔

ھی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجہاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش الخ

جس میں خلافت علی منہاج النبوت اور صحیح اسلامی حکومت کے فرائض منصبی اور ذمہ داریوں کے لیے آٹھ بنیادی شعبہ جات کی نشاندہی کی گئی ہے اور یہ کہ یہ سارے فرائض یہ ریاست نبی علیہ السلام کے نیابت کے طور پر انجام دیتی ہو۔ اس وقت میں مولانا کی بیان کردہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے صحیح

اسلامی حکومت کی تعریف کی روشنی میں موجودہ سعودی حکومت کے نظام مملکت کا خاکہ پیش کرنا چاہتا ہوں جس پر ہر سال کے لاکھوں عمرہ کرنے والے، زائرین اور حجاج کرام کی عینی اور علمی شہادتیں دلیل قطعی کی حیثیت رکھتی ہیں اس کے بعد مولانا خود ہی اپنے مفصل مضمون اور اس کے خلاصہ کے ان الفاظ کہ آج پورے عالم اسلام میں بھی الجماعۃ یعنی اقامت دین کا فرض انجام دینے والی اسلامی حکومت موجود نہیں۔ تضاد پر غور فرما دیں۔

ع ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

۱۔ سعودی مملکت کا دستور قرآن کریم ہے۔

۲۔ ریاست کا اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ یعنی امیر مملکت سے لے کر ایک سپاہی تک ہر فرد خادم الحرمین کے لقب پر فخر کرتا ہے شاہ ولی اللہؒ کے حوالہ سے مولانا کے بیان کردہ اقامت دین کے حدود اربعہ کے مطابق ہر وقت اور ہمہ تن اقامت دین کے لیے متوجہ رہنا ہے۔

۳۔ حرمین شریفین کو زائرین طائفین عاکفین راکعین اور ساجدین کے لیے ہر وقت پاک صاف ستھرا رکھنا ہے

۴۔ ارکان اسلام۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کو قائم رکھنے کے لیے باقاعدہ مستقل محکمہ جات کا قیام۔

۵۔ علوم دینیہ کی ابتداء سے لے کر انتہاء یعنی اعلیٰ تعلیم تک مفت انتظام رائج ہے۔

۶۔ مظلوموں کی حق رسی کے لیے مفت عدالتی نظام۔

۷۔ حدود اور دوسرے جرائم کے لیے شرعی سزاؤں کا اجراء۔

۸۔ ملک بھر میں امن و امان۔ جان مال عزت کی حفاظت کا ساری دنیا کے لیے قابل رشک انتظام۔

۹۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا مستقل محکمہ مغربی ممالک کے میڈیا کے ذریعہ پھیلانے کی فحاشی کا حتی الوسع انسداد کی کوشش کرنا۔

۱۰۔ ملک کے تحفظ کے لیے باقاعدہ باتنخواہ حتی الوسع جدید اسلحہ سے مسلم فوج کا قیام۔

۱۱۔ باشندگان ملک کے روزگار۔ رہائش اور باعزت زندگی کا انتظام اور اہتمام۔

۱۲۔ ذرائع آمد و رفت صحت عامہ وغیرہ دوسرے ضروریات زندگی کا مکمل اہتمام۔

عالمی سطح کی خدمات۔

۱۔ قرآن کریم کے چار کروڑ نسخے دنیا بھر کے مسلمانوں میں مفت تقسیم ہو چکے ہیں اور مزید اشاعت جاری ہے

۲۔ قرآن کریم کی تفاسیر۔ حدیث نبوی علیہ السلام کے مستند کتب کی مفت تقسیم۔

۳۔ پس ماندہ غریب مسلم ممالک اور غیر مسلم ممالک کے مسلمان اقلیتوں کے لیے عالی شان مساجد اور ان کے ساتھ اسلامی دار المطالعوں کی وسیع پیمانے پر تعمیر۔

۴۔ نو آزاد مسلم ممالک میں شعبۂ تبلیغ ائمہ مساجد اور دینی تعلیم کا اہتمام سعودی حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔

۵۔ عالم اسلام کو باہمی مربوط بنانے کے لیے۔ رابطہ عالم اسلامی، اسلامی ممالک کے سربراہوں کی مسلم کانفرنس تنظیم مؤتمر عالم اسلامی کے قیام کا اہتمام۔

۶۔ مجاہدین افغانستان کی ہمہ جہتی بے مثال امداد۔

۷۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں مجاہدین اسلام کی مالی اخلاقی سیاسی اور سفارتی بے لوث خدمت امداد اور تعاون۔

۸۔ عالم اسلام کی سماوی ارضی یا کسی قسم کی تکلیف کو سعودی عرب نے جسد واحدہ کی طرح اپنی تکلیف محسوس کیا اور کسی قسم کی امداد دینے سے دریغ نہیں کیا

مولانا نے اپنے مضمون میں صحیح اسلامی حکومت کا جو نقشہ سورۃ حج، سورۃ نور، اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کی خلافت کی تعریف کے حوالہ سے پیش کیا ہے۔ اس مختصر خاکہ نے واضح کر دیا ہے کہ موجودہ وقت میں سعودی ریاست ہی وہ خطہ ہے جس میں حکومتی سطح پر شعائر اسلام کی تعظیم۔ ارکان اسلام کی اقامت مظلوم کی صحیح حق رسی۔ حدود شرعیہ کا اجراء منظم عدالتی نظام، باقاعدہ باتنخواہ فوج اسلام کی سربلندی اور دفاع مجاہدین اسلام اور بے سہارا آفت زدہ مسلمانوں کی امداد علوم دینیہ کی مکمل تعلیم نو آزاد مسلم ممالک کے استحکام، وہاں دین کی تبلیغ تعلیم مساجد کی تعمیر وغیرہ میں سے کوئی ایسا شعبہ اور گوشہ نہیں جس میں سعودی حکومت نے اپنا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی ہو جس کی بنا پر اسے صحیح طور پر اسلام عالم اسلام کی ایمانی روحانی اور سیاسی مرکزیت کا شرف حاصل ہے اور یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہیں ہوگا کہ اسلام نے ہر مسلمان پر اسی جیسے اوصاف کی متحمل حکومت کی وفاداری اور اطاعت کا فرض عائد کیا ہے اور اس کی اطاعت سے روگردانی پر فکانما خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ (رواہ ترمذی) کی وعید صادر کی ہے ہر واقف کار کیلئے یہ کوئی راز نہیں کہ مغربی ممالک کو صرف اسی ہی مرکز اسلام سے خطرہ لاحق ہے ان کے تمام ذرائع ابلاغ اسی مثالی نظام کو ختم کرنے کیلئے ملت واحدہ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ملک کے اندر جمہوریت سیاسی حقوق مغرب کے نام نہاد انسانی بنیادی اور قانونی حقوق اور نہ جانے کس کس نام سے سازشیں برپا کی جا رہی ہیں تاکہ مرکز اسلام کو مسلمانوں کی عقیدت اعتماد اور احترام سے محروم کیا جائے اور دوسری جانب دنیا کی سب سے بڑی اور عظیم اکثریت والی۔ مسلم آبادی جس کی تعداد ایک ارب کے قریب ہے کو مرکز سے محروم کیا جائے۔ جو دور مار میزائیل ایٹمی اسلحہ۔ سریع الحرکت افواج سے زیادہ مہلک اور کارگر حربہ ہے، بہرحال یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس وقت سعودی عرب کی حکومت ہی دنیا بھر کے ایک ارب بے سہارا غیر منظم نادار مسلمانوں کا سہارا ہے اور باطل کے مقابلے میں اسلام کی آخری تلوار ہے اسے کمزور کرنا بے سہارا مسلمانوں کا گلا گھونٹنے اور اسلام کی تلوار توڑنے کے مترادف ہے جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بدبختی اور اپنے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔